الاربعون السلفية فی التحذیر من فتنة التبدیع و التجریح

(علماء کو جلد بازی میں بدعتی اور گمراہ کہنے کا فتنہ)

احادیث اور آثار کی روشنی میں

جمع و ترتیب :

محمد شاہ رخ خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ:

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم، اما بعد:

اللہ تعالی نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا، اور اس پروگرام کی تکمیل کے لیئے اللہ تعالی نے ایک مکمل اور باضابطہ نظام عطا کیا اور اس پروگرام کی تبلیغ اور تفہیم کے لیئے اپنے کچھ بندوں کو مخصوص فرمالیا جن میں سر فہرست انبیاء علیہم السلام کا ذکر آتا ہیں اسکے بعد انبیاء کی پیروی کرتے ہوئے انکے راستے کی طرف بلانے والے علماء کا طبقہ ہے جو انبیاء کی نیابت کرتا ہیں اور اسی لیئے انہیں اللہ کے نبی ﷺ نے انبیاء کا وارث قرار دیا کیونکہ یہی اصل میں انبیاء کی میراث کو لے کر آگے چلتے ہیں۔

لیکن جہاں اللہ تعال نے انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب عطا کیا ہے اور اسے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے، وہی یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اس کمزوری کا اثر کہی نہ کہی انسان کی زندگی میں نظر آ ہی جاتا ہے، اور یہ اثر انسان کی سوچ، عقل اور دین سمجھنے کے معاملے میں بھی بعض اوقات ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی لیئے حدیث میں اجتھاد کرنے والے حضرات کے اجتھادات کی دو قسمیں بیان کی گئ ہیں جس میں ایک صحیح اجتھاد کی ہے جس پر دو اجر ملتے ہیں، لیکن ایک قسم جو غلط اجتھاد کی بتائی ہے اس پر بھی ایک اجر کا وعدہ کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے دین کے معاملات میں غلطی کرتے ہوئے کوئی شخص اگر کسی مسئلے میں یا بعض مسائل میں غلط نتیجہ بھی اخذ کرلے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا بلکہ اسکی اس کوشش پر ایک اجر ہی ملے گا۔

لیکن بعض حضرات نے علماء سے ہونے والی اجتھادی غلطیوں کو اس پیرائے میں دیکھنا شروع کر دیا کہ گویا انہوں نے یہ غلطیاں جان بوجھ کر، سنت کا بغض رکھتے ہوئے یا سلف صالحین کے راستے کی جان بوجھ کر مخالفت کی ہیں۔ اور اسی بنیاد پر انہوں نے اھلِ علم سے ہونے وای غلطیوں پر انکو انسان سمجھ کر درگذر کرنے کی بجائے انکی ایک غلطی کی وجہ سے انکا

بائکاٹ شروع کر دیا، نیز ہر اس شخص کا نا صرف بائکاٹ شروع کر دیا جو ان علماء سے علم حاصل کر رہا تھا بلکہ سب کو گمراہ اور بدعتی کہنا شروع کر دیا۔

حالانکہ اجتھادی غلطی تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی ایک آدھ بدعت کا بھی غلطی سے مرتکب ہو جائے اسے بھی بدعتی نہیں کہا جا سکتا، شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فیشترط إذًا فی المبتدع شرطان الأول إلا یکون مجتهدًا وإنما یکون متبعًا للهوی الثانیة إو الثانی یکون ذلک من عادته ومن دیدنه۔

کہ کسی کے بدعتی ہون کے لیئے دو شرائط کا پایا جانا ضروری ہے: پہلی یہ کہ وہ شخص مجتھد نہ ہو بلکہ خواہشات کی پیروی کرنے والا ہو، دوسری یہ ہے یہ اسکی عادت ہو اور اسکا طریقہ ہو (یعنی طریقہ ہی اھلِ بدعت والا ہو)۔ (الھدی والنور: 785)۔

اور اگر اسی طرح اگر بات بات پر علماء پر بدعتی ہونے کا فتوی لگا دیا جائے خاص طور پر ان غلطیوں کی وجہ سے جو کفر شرک کے درجے کی نہ ہو اور انکا بائکاٹ کیا جاتا تو دین ہی ہم تک نہیں پہنچ پاتا، جیسا کہ امام ذھبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

إن البدعة علی ضربین: فبدعة صغری کغلو التشیع، إو کالتشیع بلا غلو ولا تحرف، فهذا کثیر فی التابعین وتابعیهم مع الدین والورع والصدق، فلو رد حدیث هؤلاء لذهب جملة من الآثار النبویة، وهذه مفسدة بینة.۔

یعنی بدعت دو قسم کی ہے: ایک بدعت صغری جیسے بعض اھل تشیع کا غلو، تشیع اختیار کرنا بغیر غلو اور تحریف کے، پس (اس طرح کی بدعات) تو تابعین میں کثرت سے تھی اور تبع تابعین میں بھی، لیکن تقوی، پرہیز گاری اور صداقت بھی تھی، اور اگر (ان بدعات کی بنیاد پر) ان لوگوں کی احادیث رد کر دی جاتی تو حدیثِ نبوی ﷺ کا بڑا حصہ ضائع ہو جاتا اور یہ واضح نقص ہے۔ (میزان الاعتدال: 5/1)۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

لو لم یعظ إلا معصوم من الزلل، لم یعظ الناس بعد رسول الله صلى الله علیه وسلم أحد، لأنه لا عصمة لأحد بعده

اگر نصیحت کا حق صرف کوتاہیوں سے پاک شخص کو ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ کسی کو نصیحت کرنا ہی چھوڑ دیتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔! [لطائف المعارف: ۱۹]۔

نیز اس طرح بات بات پر بائیکاٹ کرنے کے طرز عمل کو محدث یمن علامہ مقبل بن ھادی رحمہ اللہ نے خوارج کی نشانی قرار دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

امرِ واقع یہ ہے کہ لوگوں پر خارجی پکر داخل ہوچکی ہے، تکفیری جامعت کی سوچ، پس انہوں نے اھلِ بدعت سے قطع تعلّقی کے مسئلے میں وسعت کی (یعنی ہر ایک بدعتی سے قطع تعلّقی شروع کردی) اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ قطع تعلّقی میں بہت تنگی ہے (یعنی بہت ہی کم لوگوں سے خاص مقاصد کے تحت قطع تعلّقی کی گئی)، پس نبی ﷺ نے ان تین صحابہ سے قطع تعلّقی کی جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، اور (آپ ﷺ نے) اپنی بیویوں سے قطع تعلّقی کی ایک مہینے کے لیئے، انکو ادب سکھانے کے لیئے اور بہت ہی کم لوگوں سے قطع تعلّقی کی، پس ضروری ہے قطع تعلقی کرتے وقت کہ یہ دیکھا جائے کہ قطع تعلّقی کا کوئی اثر بھی ہوگا یا نہیں؟ اور وہ شخص حق کی طرف لوٹ آئے گا تو پھر تو قطع تعلّقی کی جائے اور اگر اس شخص کے مزید نافرمانی میں بڑھنے کا خطرہ ہے تو قطع تعلّقی نہ کی جائے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

اور آپ اپنے ساتھی کو بدعت پر قائم نہ رہنے دے اور نہ ہی حرام کام پر اور نہ ہی کسی واجب کو ترک کرنے پر لیکن قطع تعلّقی کا مسئلہ میں چاہتا ہوں آپ کتاب وسنت سے پڑھے اور ان لوگوں کو دیکھے جن سے نبی ﷺ نے بائیکاٹ کی، پس میں ڈرتا ہوں کہ (لوگوں کا) یہ بائیکاٹ خواہشات کی بنا پر نہ ہو کہ کبھی آپکو کسی نے کسی بات پر غصہ دلادیا تو آپ کہے کہ میں اللہ کے لیئے اسکا بائیکاٹ کرتا ہوں حالانکہ آپ نے بائیکاٹ اس لیئے کیا ہو کیونکہ اس نے آپ کو غصہ دلایا تھا کسی معامے پر حزبیت کی وجہ سے یا کسی دنیاوی مصلحت کی وجہ سے، پس یہ ضروری ہے کہ ہم تکفیری جماعتوں کے نظریات سے بچے اور خوارج کے افکار سے، اور ان نوجوانوں کے نظریات سے جو دین میں جذباتی ہے جہالت کی وجہ سے۔

((غارة الأشرطة: 2/87-88))۔

ایسے لوگوں نے گزشتہ بیس سال سے سلفیت کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت سارے فرقے شاید مل کر بھی نہیں پہنچا سکے۔

عرف میں ان لوگوں کو **مدخلی**[1] کہا جاتا ہے، اور مدخلی کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلیوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کی تو انہوں نے بھی شیخ ربیع بن ھادی المدخلی حفظہ اللہ کی تقلید میں ہر اس شخص پر زبان کھولنا شروع کردی جس پر شیخ ربیع نے اپنے اجتھاد یا غلط فہمہ یا بعض اوقات طبیعت کی سختی کی وجہ سے جرح کردی۔

حالانکہ بہت سی دفعہ شیخ ربیع نے بھی جن باتوں کو بنیاد بنا کر دوسرے اھل علم پر جرح کی وہ معاملات علماء میں اختلافی نوعیت کے تھے، ان پر علمی تنقید تو کی جاسکتی تھی لیکن جرح نہیں۔

لیکن اس متشدد طبقے نے شیخ ربی عبن ھادی کو محبت اور نفرت کا معیا بنانا شروع کردیا، نیز علماء کی آزمائش شروع کردی، مختلف سوالات کرکے، مثلا:

آپ کا شیخ ربیع کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(جس شخص پر شیخ ربیع نے جرح کی ہو) اس فلاں شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وغیرہ وغیرہ۔

اب اگر کوئی انکی مخالفت کردے یا ایسا جواب دے جس سے یہ راضی نہ ہو تو یہ اس شخص کو بھی بدعتی قرار دے دیتے ہیں، اور انہوں نے شیخ ربیع بن ھادی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ آہستہ آہستہ خود بھی کبار اھلِ علم پر جرح کرنا شروع کردی ،انکے خلاف پوری پوری ویڈیوز تیار کی، پوری پوری کتابیں انکے خلاف شائعہ کی، جن میں بہت س شیخ ربیع کے شاگرد اور اساتذہ بھی شامل ہیں۔

---

[1] ☆ یہ ایک الگ بحث کہ آیا اس لفظ مدخلی کا اس گروہ کے لیئے استعمال جائز ہے یا نہیں، اس میں اھلِ علم کے دونوں اقوال ملتے ہیں۔۔ البتہ یہاں ہم نے اس گروہ کی شناخت کے لیئے اس لفظ کو ذکر کیا تاکہ عرفِ عام میں بھی ہر شخص ان کو پہچان سکے۔

لہذا اس فتنے کی تردید مین مختلف اھلِ علم نے قلم اٹھایا اور اسکا علمی رد کای جس میں محدثِ مدینہ، علامہ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے رسالہ ترتیب دیا جسکا نام رکھا: رفقا اھل السُّنّۃ باھل السُّنّۃ۔ رکھا۔ (اسکا اردو ترجہ بھی مکتبہ قدوسیہ سے شائعہ ہو چکا ہے)۔

اور بھی مختلف اھلِ علم نے مختصر اور تفصیلی کتب لکھی، اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے راقم السطور نے بھی اس پر قلم اٹھایا، کیونکہ گزشتہ کچھ عرصے سے یہ فتنہ پاکستان میں بھی سر اٹھا چکا ہے اور لوگوں کو علماء سے متنفر کر رہا ہے۔ لہٰذا اردو میں اس فتنے کے رد پر کافی مواد نہ ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت پیش آئی کہ اس فتنے کے رد پر بھی احادیث اور اقوالِ سلف پیش کیئے جائے تاکہ جو لوگ سلفیت کی اصل خوبصورتی یعنی اعتدال کو مسخ کر رہے ہیں انکا دجل عوام کے سامنے ہو اور عوام اپنے آپ کو اس فتنے سے محفوظ کر سکے۔

اس کتاب میں چالیس احادیث اور اقوال جمع کرنے کا اھتمام کیا گیا ہے، جس میں بیس احادیث اور بس اقوال سا حوالے جمع کیئے گئے ہیں اور اسی لیے اسکا نام *الاربعون* رکھا گیا ہے۔ الاربعون کتاب کی اس قسم کو کہا جاتا ہے جس میں چالیس روایات جمع کی جائے۔ البتہ بعض احادیث سے استدلال کی تائید کے لیئے احادیث کے نیچے اقوال ذکر کر دئے گئے ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو پڑھنے والے شخص کے لیئے اس کتاب کو اس فتنے سے نجات کا ذریعہ بنادے اور میری اس کتاب کو میرے میزانِ حسنات میں شامل کر کے مجھے بھی آخریت کی کامیابی نصیب فرمادے اور اس کتاب کو لکھنے میں کچھ سے کوئی غفلت یا علمی غلطی ہوئی ہو تو اللہ تعالی مجھے معاف فرمادے۔ آمین۔

1 - ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور جیسی نیت ہوگی ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا:

إِنَّمَا الأعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیئے وہی ہے جسکی اس نے نیت کی، پس جس کی ھجرت دنیا کے لیئے تھی، اس نے دنیا کو پالیا، اور جسکی نسبت عورت کی طرف تھی تاکہ اس سے نکاح کرسکے پس پس اسکی ھجرت اسی کی طرف (اسی چیز کے لیئے شمار کی جائے گی) تھی جس کی طرف اسکی ھجرت تھی۔

(صحیح بخاری: 1)۔

فائدہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلْ يَضِلُّ عَنْ الْحَقِّ مَنْ قَصَدَ الْحَقَّ وَقَدْ اجْتَهَدَ فِي طَلَبِهِ فَعَجَزَ عَنْهُ فَلَا يُعَاقَبُ وَقَدْ يَفْعَلُ بَعْضَ مَا أُمِرَ بِهِ فَيَكُونُ لَهُ أَجْرٌ عَلَى اجْتِهَادِهِ وَخَطَؤُهُ الَّذِي ضَلَّ فِيهِ عَنْ حَقِيقَةِ الْأَمْرِ مَغْفُورٌ لَهُ. وَكَثِيرٌ مِنْ مُجْتَهِدِي السَّلَفِ وَالْخَلَفِ قَدْ قَالُوا وَفَعَلُوا مَا هُوَ بِدْعَةٌ وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ بِدْعَةٌ إمَّا لِأَحَادِيث ضَعِيفَةٍ ظَنُّوهَا صَحِيحَةً وَإِمَّا لِآيَاتِ فَهِمُوا مِنْهَا مَا لَمْ يُرَدْ مِنْهَا وَإِمَّا لِرَأْيٍ رَأَوْهُ وَفِي الْمَسْأَلَةِ نُصُوصٌ لَمْ تَبْلُغْهُمْ۔

بلکہ کبھی کبھی وہ شخص بھی حق سے ہٹ جاتا ہے جسکی نیت حق تلاش کرنا ہی ہوتی ہے، پس وہ حق تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عاجز آجاتا ہے، اور وہ بعض حکم پر عمل کرلیتا ہے تو اسکو اسکی کوشش پر اجر ملتا ہے اور

جو اس سے غلطی ہوئ، ہوتی ہے جس میں وہ حق تک نہیں پہنچتا، تو وہ معاف ہے۔ اور سلف اور خلف مین سے بہت سے مجتھدین نے ایسا کام کیا جو بدعت تھا، لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ یہ بدعت ہے، یاں تو ضعیف احادیث کی وجہ سے جسکو انہوں نے صحیح سمجھا، یا پھر بعض آیات کو سمجھنے مین غلطی کی، یا کسی مسئلے میں نصوص ان تک نہیں پہنچ سکی تو انہوں نے رائے سے کام لیا۔

(مجموع الفتاوی: 91/19)۔

امام ابن حزم رحمه الله فرماتے ہیں :

ليس كل ضلال كفراً، ولا فسقاً إلا إذا كان عمداً، وأما إذا كان من غير قصد فالإثم مرفوع فيه كسائر الخطأ۔

ہر گمراہی کفر نہیں، اور نہ ہی گناہ ہے، سوائے اس گمراہی کے جسکا ارادہ کیا گیا ہو، اور جو بغیر ارادے کے ہو تو اس میں گناہ نہیں ملتا جس طرح دیگر غلطیوں پر نہیں ملتا۔

(الإحکام: (652 /2))۔

2: اجتہادی غلطی پر کوئی سزا نہیں بلکہ ایک اجر ملے گا، نیز اچھی نیت اور سچی کوشش کے بعد بھی غلطی ہو سکتی ہے، چاہے وہ عقیدے میں ہو:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حاکم اجتہاد کر کے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ کرے تو اسکے لیئے دو اجر ہے، اور اگر اجتہاد کر کے فیصلہ کرے اور غلطی کرے تو اس کے لیئے ایک اجر ہے۔

(صحيح مسلم: 1716)۔

فائدہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن المتأوِّل الذي قصد متابعة الرسول صلى الله عليه وسلم لا يكفر ، بل ولا يفسق إذا اجتهد فأخطأ ، وهذا مشهور عند الناس في المسائل العملية ، وأما مسائل العقائد : فكثير من الناس كفَّر المخطئين فيها ، وهذا القول لا يُعرف عن أحد من الصحابة والتابعين لهم بإحسان ولا عن أحد من أئمة المسلمين ، وإنما هو في الأصل من أقوال أهل البدع (منهاج السنَّة: 239/5)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی چاہت کرنے والے متأول (تاویل کرنے والا) پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا، بلکہ اسے فاسق بھی نہیں کہنا چاہئے، بشرطیکہ اس سے اجتہاد میں غلطی ہوئی ہو، یہ بات علماء کے ہاں عملی مسائل میں معروف ہے، جبکہ عقائد کے مسائل میں بہت سے علماء نے خطاکاروں کو بھی کافر کہہ دیا ہے، حالانکہ یہ بات صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں، نہ ہی تابعین کرام سے اور نہ ہی ائمہ کرام میں سے کسی سے ثابت ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات اصل میں اہل بدعت کی ہے۔

3: مسلمان کی زبان سے دوسرے زبان محفوظ رہتے ہیں پھر چاہے وہ غیر ضروری جرح کی صورت میں ہو:

عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قال:
إِنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ ؟ قَالَ : مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بہتر مسلمان کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے۔

فائدہ:

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إذا أمكنه الجرح بالإشارة المفهمة أو بأدنى تصريح لا تجوز له الزيادة على ذلك، فالأمور المرخص فيها للحاجة لا يرتقى فيها إلا إلى ما يحصل الغرض۔
(فتح المغيث 272/3)۔

یعنی جب معمولی اشارے یا معمولی سی وضاحت کے ساتھ جرح ممکن ہو تو اس اشارے سے زیادہ جرح کرنا جائز نہیں، کیونکہ جرح کرنا صرف ضرورت کے وقت جائز ہے لہٰذا اس کی اجازت اتنی ہی دی جائے گی جس سے مقصد حاصل ہو جائے۔

4: مسلمان کی پردہ پوشی کرنے والے کی اللہ تعالی قیامت کے دن پردہ پوشی کرے گا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اس کی مدد سے باز آتا ہے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت میں اسکی مدد کرتا ہے، اللہ اسکی حاجت میں اسکی مدد کرتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی پریشانی دور کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس سے اسکی پریشانیاں دور کرے گا، اور جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

5: مسلمانوں کے لیئے آسانی کرنا اور ان میں کس قسم کی منافرت نہ پھیلانے کا حکم:

يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا ولا تُنَفِّرُوا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آسانیاں کرو، تنگی نہ کرو، خوشخبریاں دو، متنفر نہ کرو۔

(صحيح بخاری: 69)۔

بعض لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے علم حاصل کرنے سے منع فرما کر مسلمانوں کے لیئے تنگی کا باعث بنتے ہیں نیز مسلمانوں میں فرقہ واریت کے پودے کو بھی کاشت کرتے ہیں۔

6: جو نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کردیا گیا:

مَن يُحْرَمِ الرِّفق يُحْرَمِ الخيرَ كلَّه

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو نرمی سے محروم کردیا گیا، اور پوری کی پوری بھلائی سے محروم کردیا گیا۔

(صحيح مسلم: 2592)۔

فائدہ:

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

يَا أَهْلَ السُّنَّةِ تَرَفَّقُوا رَحِمَكُمُ اللَّهُ , فَإِنَّكُمْ مِنْ أَقَلِّ النَّاسِ۔

اے اھل سنت نرمی کرو، اللہ تم پر رحم کرے، کیونکہ تم سب سے کم ہو۔

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي: 29/60/1)۔

افسوس کی بات کہ جس بات کی طرف امام حسن بصری نے اشارہ کیا تھا کہ آپس میں نہں لڑو تم لوگ بہت کم ہوا گر لڑوگے تو اور کم ہو جاؤگے۔ آج اھل سنت آپس میں لڑ کر اس خیر سے بھی محروم ہو رہے ہیں۔

7 – نرمی کسی بھی چیز کو خوبصورت کر دیتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ

نرمی جس چیز میں بھی آجائے اسے خوبصورت کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نکل جائے اسے بد صورت کر دیتی ہے۔

(صحيح مسلم: 2594)

8– کسی بھی قسم کا عہدہ سنبھالنے والے پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں پر نرمی کرے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا:

اللهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ ، فَارْفُقْ بِهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے اس گھر میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اے اللہ میری اس امت میں سے جس کو کوئی بھی ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کا والی بنایا جائے وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی کر۔ (صحیح مسلم: 1828)۔

امام مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

(اللهم من ولى من أمر أمتي شيئا) من الولاية كخلافة ، وسلطنة ، وقضاء ، وإمارة ، ونظارة ، ووصاية ، وغير ذلك ؛ نكرة ، مبالغة في الشيوع ، وإرادة للتعميم۔
(فيض القدير" 2/ 106)

(نبی ﷺ کے الفاظ) "اے اللہ میری اس امت میں سے جس کوئی بھی ولایت دی جائے" یعنی خلافت میں سے، یا سلطنت میں سے، یا قاضی بنایا جائے، یا امیر، یا نگران، یا وزیر وغیرہ میں سے کچھ بھی بنادیا جائے تو یہ (دعا) عام ہے اور عمومیت میں مبالغہ ہے (یعنی سب کو شامل ہے)۔

شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا دعاء من النبي صلى الله عليه وسلم على من تولى أمور المسلمين الخاصة والعامة ؛ حتى الإنسان يتولى أمر بيته ، وحتى مدير المدرسة يتولى أمر المدرسة ، وحتى المدرس يتولى أمر الفصل ، وحتى الإمام يتولى أمر المسجد۔ (شرح رياض الصالحين: 3/ 633)۔

.

نبی ﷺ کی یہ دعا ہر اس شخص کے لیئے ہیں جسے کوئی خاص یا عام ولایت ملے، یہاں تک کہ انسان اپنے گھر کا بھی ولی بھی بنے تو، اور مدرسے کی ذمہ داری بھی ملے، بلکہ استاذ کو کو کلاس کی بھی ذمہ داری ملے اور امام کو مسجد کی ذمہ داری بھی ملے (تو ہر ایک پر یہ حدیث صادق آئے گی)۔

چاہے پھر وہ عہدہ لوگوں کی غلطیاں نکال کر اپنے آپ کو جرح و تعدیل کا امام سمجھنے کا ہو۔ اسی لیئے بعض اھل علم کے نزدیک تو جرح کی اب نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کوئی فائدہ، چنانچہ ابن المرابط کہتے ہیں:

قَدْ دَوَّنْتُ الْأَخْبَارَ، وَمَا بَقِيَ لِلتَّجْرِيحِ فَائِدَةٌ

یعنی احادیث تو جمع کردی گئی ہیں، اب جرح کرنے کا کوئی فائدہ نہیں (یعنی اب لوگوں پر جرح کرنے کا فائدہ نہیں کیونکہ اصل مقصد احادیث کو محفوظ کرنا تھا) (فتح المغيث: 358/4)۔

9 – مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے:

أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ ، قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّه

کیا جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟، صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بھائی کا ایسے انداز میں تذکرہ کرو جو اسے پسند نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اگر جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ میرے بھائی میں موجود ہے، تب بھی غیبت ہو گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ کی کہی ہوئی بات اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس میں وہ چیز موجود ہی نہیں ہے تو یہ تم نے بہتان بازی کی ہے۔

10 – دین آسان ہے، جو بھی اسکو سخت بنانے کی کوش کرے گا دین الٹا اس پر غالب آجائے گا:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا ، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا اور اس کی سختی نہ چل سکے گی اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں مدد حاصل کرو۔

(صحیح بخاری 39)۔

11-لوگوں سے میل جول رکھنے والا، بائکاٹ کرنے والے شخص سے بہتر ہے:

الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے، اور انکی چرف سے آنے والی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، اس مومن سے اجر میں زیادہ ہے، جو نہ لوگوں سے میل جول کرتا ہے اور نہ انکی طرف سے آنے والی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔

(جامع الترمذی: 2501)۔

12–جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں:

لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔

(مسند احمد: 22755)۔

فائدہ:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلْ هُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ وَأَرْحَمُ بِالْخَلْقِ۔

کہ اھل سنت سب سے زیادہ حق کو جاننے والے، اور مخلوق پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہے یں۔

(منهاج السنة النبوية: 158/5)۔

لیکن بعض حضرات اھل سنت ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود مخلوق ہر تو دور کی بات، اھل سنت کے علماء تک پر رحم نہیں کرتے۔

افسوس کے بعض لوگوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا ہی بڑوں کی تذلیل اور علماء پر کیچڑ اچھالنے کو بنالیا ہے۔

13 – ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت خراب کرنا حرام ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَحر

فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا ؟ ، قَالُوا : يَوْمٌ حَرَامٌ ، قَالَ : فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا ؟ ، قَالُوا : ، بَلَدٌ حَرَامٌ ، قَالَ : فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا ؟ ، قَالُوا : شَهْرٌ حَرَامٌ ، قَالَ

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهرِكُم هَذا، فِي بَلَدِكُم هَذا فَأَعَادَهَا مِرَارًا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیا، خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا لوگو ! آج کون سا دن ہے؟ لوگ بولے یہ حرمت کا دن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا اور یہ شہر کون سا ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا شہر ہے، آپ صلی اللہ عیہ وسلم نے پوچھا یہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا مہینہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے، اس کلمہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار دہرایا۔

(صحیح بخاری: 1664)۔

15۔لوگوں کو حقیر جاننا تکبر کی نشانی ہے:

لا يَدْخُل الجَنَّةَ مَنْ في قَلْبِهِ مِثْقالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، فقال رجلٌ: إن الرجلَ يُحبّ أن يكون ثوبُه حسناً ونعلُه حسنةً، قال عليه الصلاة والسلام: إنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمالَ الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا ایک شخص نے عرض آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟)، نبی ﷺ: نے فرمایا: اللہ تعالی خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہیں، تکبر تو یہ ہے کہ انسان حق کی مخالفت کرے اور لوگوں کو حقیر جانے۔

(صحیح مسلم: 91)۔

بعض لوگ اپنے علاوہ تمام لوگوں کے حقیر سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ ہر ایک کو مختلف ذلت آمیز القاب سے پکارتے ہیں، نیز ہر ایک کو بدعتی قرار دے کر اپنے دل میں موجود تکبر کا اظہار کرتے ہیں۔

16۔جسکی وجہ سے کوئی حرام کردی جائے وہ سب سے بڑا مجرم ہے:

إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے بڑا جرم کرنے والا وہ ہے جو کسی چیز کا سوال کا جو کہ حرام نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے سوال کی وجہ سے حرام کردیا گیا ہو۔

(صحيح بخارى: 7289)۔

جو لوگ بعض علماء سے دیگر علماء کے حوالے سے سوال کرکے ان پر غیر ضروری جرح کروا کر ان سے علم لینا حرام ثابت کرواتے ہیں، انکو اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے۔

17–جسکے شر سے ڈر کر لوگ اسکی عزت کرے، اسکا اللہ کے نزدیک مقام:

إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔
(صحیح بخاری: 6032)۔

بعض لوگوں کی عزت صرف اس لیئے کی جاتی ہے کہ کہی وہ یا انکے مقلدین بھی سامنے والے پر جرح کرکے اسکی زندگی کے دشمن نہ بن جائے۔

18–دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ چیز ٹھکرادی جائے گی۔ (صحیح بخاری:
2697)۔

☆فلاں سے علم لینا چاہیے یا نہیں، فلاں شیخ کے ابرے میں کیا رائے ہے؟☆ عوام الناس کی طرف سے اس طرح کثرت سے سوالات کا سلسلہ یقینا اھل سنت کے علماء کے حوالے سے سوال کرنا ایسی چیز ہے جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) سے لے کر ماضی قریب تک کی نے ایجاد نہیں کیا اور نہ ان بنایدوں پر بائکاٹ کیا گیا۔

19۔ بعض علماء کی جرح کی اس التزام کے ساتھ پیروی کرنا کہ جیسا وہ جرح ربّ العالمین نے کی ہو:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ: يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الوَثَنَ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ: {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ}، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی اس بت کو اپنے سے دور کر دو پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت براۃ کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ)، (انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے۔) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ (علماء اور درویش) ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور اسی طرح ان کی طرف سے حرام کی گئی چیز کو حرام سمجھتے۔

(جامع الترمذی: 3095)۔

متشدد حضرات بھی اپنے علماء کی جرح کی بنیاد پر دوسرے علماء سے علم لینا اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں جس طرح پہلے دور کے کفار اپنے علماء کی باتوں پر حلال حرام کی بنیاد رکھتے تھے۔

20–کسی کی بھی جرح یا تعدیل کو حرفِ آخر بنالینا اسے خدائی صفات میں شریک کرنے جیسا ہے:

عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ} قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ حَمْدِي زَيْنٌ وَإِنَّ ذَمِّي شَيْنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان {إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ} کی تفسیر میں کہتے ہیں: ایک شخص نے (آپ کے دروازے پر) کھڑے ہو کر (پکار کر) کہا: اللہ کے رسول! میری تعریف عزت ہے اور میری مذمت ذلت ہے (یعنی جسکی میں تعریف کروں وہ باعزت ہوگا اور جسکی میں مذمت کروں وہ ذلیل ہوگا)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ صفت تو اللہ کی ہے۔

(جامع الترمذی: 3267)۔

21–اگر ہر عالم جس سے غلطی ہوئی ہے اس کو بدعتی قرار دے دیا جائے تو بڑے بڑے ائمہ کو بدعتی کہنا پڑے گا:

ولو أنا كلما أخطأ إمامٌ في اجتهاده في آحاد المسائل خطأً مغفوراً له قمنا عليه وبدعناه وهجرناه، لما سلم معنا لا ابن نصر ولا ابن منده ولا من هو أكبر منهما، والله هو هادي الخلق إلى الحق، وهو أرحم الراحمين، فنعوذ بالله من الهوى والفظاظة۔

امام الذھبی فرماتے ہیں:

اگر جب بھی کوئی امام غلطی کرے اپنے اجتھاد سے کسی ایک مسئلے میں، ایسی غلطی جو قابلِ معافی ہو، ہم اسکو بدعتی قرار دے دیں اور اسکا بائکاٹ کردیں تو پھر ہمارے ساتھ کوئی نہیں بچے گا، نہ امام ابن نصر المروذی، نہ

امام ابن مندہ اور نہ وہ ائمہ جو ان دونوں سے بڑے ہیں، اور اللہ مخلوق کو حق کی طرف ھدایت دینے والا ہے، اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، پس ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں خواہشِ نفس سے۔

(سیر اعلام النبلاء: 40/14)۔

22–عالم کی غلطی کو نظرانداز کرنا بھلے اس وہ کسی بدعت میں واقع ہوجائے:

لعل الله يعذر أمثاله ممن تلبس ببدعة يريد بها تعظيم الباري وتنزيهه وبذل وسعه . والله حكم عدل لطيف بعباده ، ولا يسأل عما يفعل ، ثم إن الكبير من أئمة العلم إذا كثر صوابه وعلم تحريه للحق واتسع علمه وظهر ذكاؤه وعرف صلاحه وورعه واتباعه ، يغفر له زلله ولا نضلله ونطرحه وننسى محاسنه ، نعم ولا نقتدي به في بدعته وخطئه ونرجو له التوبة من ذلك۔

امام ذھبی فرماتے ہیں:

شاید اللہ تعالی ان (امام قتادہ) جیسے لوگوں کا عذر قبول فرمالے جو کسی بدعت کے ساتھ مل گئے اللہ تعالی کی تعظیم کے ارادہ سے اور اس کی تنزیہ (اللہ کو نقائص سے پاک قرار دینے) کے ارادہ سے اور اپنی پوری کوشش کی (حق تلاش کرنے میں)، تو اللہ فیصلہ کرنے والا ہے، عدل والا ہے اور اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے اور جو وہ کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا، پھر ائمہ علم میں سے جو بڑا ہو اور اسکی درست باتے زیادہ ہو اور حق کی تلاش میں اسکی کوشش معروف ہو اور اسکا علم وسیع ہو اور اسکی ذھانت ظاھر ہوچکی ہو، اپنی نیکی، تقوی اور اتباع میں معروف ہو، اس کی غلطیاں معاف کردی جاتی ہے اور ہم اس کو گمراہ نہیں کہتے (بدعت اور غلطی کی وجہ سے) اور نہ اس کی نیکیوں کو فراموش کرتے ہیں اور نہ بھولتے ہیں، (مگر) ہاں ہم اسکی بدعت مین اسکی پیروی نہیں کرتے اور نہ اسکی غلطی میں، اور اسکی غلطی سے اسکی توبہ کی امید رکھتے ہیں۔

(سیر اِعلام النّبلاء: 279/5)۔

23–کوئی عالم اگر کسی فتنے میں پڑ جائے تو اس سے ناامید نہ ہو:

عن معاذ بن جبل رضى الله عنه قال : أما العالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم ، وإن افتتن فلا تقطعوا منه إياسكم ; فإن المؤمن يفتتن ثم يتوب

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رہی عالم کی غلطی کی بات تو، اگر وہ ھدایت پر بھی ہو تو اسکی تقلید نہ کرو، اور اگر وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے تو تم اس سے نہ امید نہ ہو، کیونکہ مومن تو فتے میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے۔

(کتاب الزھد، ح: 71 واسنادہ حسن)۔

24–علماء کی برائی کرنا زہریلہ گوشت کھانے کی طرح ہے:

واعلم يا أخي - وفقنا الله وإياك لمرضاته، وجعلنا ممَّن يخشاه ويتقيه حق تقاته - أن لحوم العلماء مسمومة، وعادة الله في هَتْك أستار منتقصيهم معلومة؛ لأن الوقيعة فيهم بما هم منه براء أمر عظيم، والتناول لأعراضهم بالزور والافتراء مرتع وخيم، والاختلاق على مَن اختاره الله منهم لنَعش العلم خلق ذميم

اے میرے بھائی جان لو، اللہ ہم سب کو توفیق دے اور آپ کو بھی اپنی رضا کے لیئے، اور ہمیں ان میں سے بنادے جو اس سے ڈرتے ہیں اور تقوی اختیار کرتے ہیں، کہ بے شک علماء کے گوشت زہریلے ہیں، اور علماء پر تنقید کرنے والوں کا پردہ چاک کرنے کے حوالے سے اللہ کا طریقہ معلوم ہے، کیونکہ علماء کے بارے میں ایسی باتے کہان جس سے وہ بری ہیں، ایک بڑا مسئلہ ہے، اور اھلِ علم کی عزت پر حملہ کرنا جھوٹ اور بہتان کے ساتھ ایک نقصان دہ چاراہ گاہ سے چرنا ہے، اور جن کو اللہ نے علم کی نشر و اشاعت کے لیئے چنا ہے، ان پر بہتان لگانا بد اخلاقی ہے۔

(تبيين كذب المفتري: 29)۔

25۔بعض دفعہ نیک لوگوں کو غلطی میں مبتلا کرکے انکے ذریعے لوگوں کی آزمائش کی جاتی ہے:

لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى البَصْرَةِ ، بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الكُوفَةَ ، فَصَعِدَا المِنْبَرَ ، فَكَانَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ المِنْبَرِ فِي أَعْلاَهُ ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الحَسَنِ ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا ، يَقُولُ : إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى البَصْرَةِ ، وَوَاللَّهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلاَكُمْ ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ

(صحیح بخاری: 6722)۔

جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر چڑھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ان سے نیچے تھے۔ پھر ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ گئی ہیں اور خدا کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھیں (انکے بارے میں) آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

علامہ یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابتِلاءً لغيرِهِ !واعلَم أنَّ اللهَ تَعَالى قَد يُوقِعُ بعضَ المُخلصينَ فِي شيءٍ مِنَ الخَطأِ أيَتَّبعُون الحقّ ويدعُون قولَهُ! ؟أَم يغترُّون بفضلِهِ وجلاَلَتِهِ! ؟

(رفع الاشتباه عن معنى العبادة والإله للمعلِّمي اليمني (١٥٢ . ١٥٣))۔

جان لو! کہ اللہ تاعلی بعض مخلص لوگوں کو بعض غلطیوں میں ڈالدیتا ہے، دوسرے لوگوں کی آزمائش کے لیئے، کہ وہ لوگ حق کی پیروی کرتے ہیں اس شخص کا قول چھوڑ کر، یا پھر اسکی فضیلت اور جلالت دیکھ کر اسکی شخصیت سے متاثر ہو کر (حق شھوڑدیتے ہیں)۔

26 – کفار کو چوڑ کر مسلمانوں کے پیچھے لگ جانا:

قال سفيان بن حسين رحمه الله:

ذكرت رجلا بسوء عند اياس بن معاوية، فنظر فى وجهى و قال: اغزوت الروم؟

قلت: لا،، قال: فالسند، و الهند و الترك؟

قلت: لاْ

قال: افتسلم منك الروم والسند والهند والترك ولم يسلم منك اخوك مسلم؟

قال: فلم اعد بعدها۔

(البداية و النهاية: 121/13)

سفیان بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایاس بن معاویہ کے سامنے ایک شخص کا برائی کے ساتھ ذکر کیا، توانہوں نے میری چہرے کی طرف دیکھا اور کہا: کیا تم نے روم سے جنگ لڑی ہے؟

تومیں نے کہا: نہیں،، انہوں نے کہا: کیا سند، ھند اور ترکوں سے جنگ لڑی ہے؟

میں نے کہا: نہیں۔

انہوں نے کہا: کیا تم سے رومی، سندی، ھندی اور ترک محفوظ ہے لیکن تم سے تمھارا مسلمان بھائی محفوظ نہیں ہے؟

سفیان کہتے ہیں: اسکے بعد میں نے ایسا کام کبھی نہیں کیا۔

فائدہ:

شیخ عثیمین رحمہ اللہ فرمات ہیں:

والآن تجد بعض الإخوان مع الأسف يرد علىٰ إخوانه أكثر مما يرد علىٰ الملحدين الذين كفرهم صريح ، يعاديهم أكثر مما يعادي هؤلاء ويشهر بهم في كلام لا أصل له ، ولا حقيقة له ، لكن حسد وبغي ، ولا شك أن الحسد من أخلاق اليهود أخبث عباد الله۔

(مجموع فتاوى ورسائل الشيخ محمد بن صالح العثيمين: 26/ 262-263)۔

اور آجکل آپ بعض لوگوں بھائیوں کو دیکھینگے کہ افسوس کے ساتھ وہ اپنے بھائیوں کا زیادہ رد کرتے ہیں، بنسبت ملحدین کے کہ جنکا کفر بالکل واضح ہے، اور اپنے بھائیوں سے زیادہ عداوت رکھتے ہیں بنسبت ملحدین کے، اور انکو ایسے کلام میں بدنام کرت ہیں کہ جسکی نہ کوئی اصل ہے اور نہ حقیقت بلکہ حسد اور زیادتی کی وجہ سے، اور کوئی شک نہیں کہ حسد یہود کے اخلاق میں سے ہے، جو کہ اللہ کت بندوں میں سب سے زیادہ خبیث ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من ناقش المؤمنين على الذنوب وهو لا يناقش الكُفّار والمنافقين على كفرهم ونفاقهم بل ربما يمدحهم ويعظِّمهم دل على أنَّه من أعظم النَّاس جهلًا وظُلمًا، إن لم ينته به جهلُه وظلمه إلى الكفر والنفاق

جو مومنوں سے مناقشہ کرے انکے گناہوں پر لیکن وہ کفار اور منافقین سے مناقشہ نہ کرے انکے کفر اور نفاق پر، بلکہ بعض اوقات انکی تعریف کرے اور انکی تعظیم کرے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے بڑے جاہلوں اور ظالموں میں سے ہے، اگر اسکی یہ جہالت اور ظلم اسکو کفر اور نفاق کی طرف نہیں لے کر گیا تو۔

(منهاج السنة :4/373)۔

آپ بعض لوگوں کو دیکھینگے کہ وہ امریکہ جیسے کفر کے سردار کو تو کچھ نہیں بولینگے بلکہ بہت سے ایسے لوگ (جیسے معروف مدخلی ابو خدیجہ) خود کفار ممالک میں رہتے ہیں اور کافر حکومتوں کو تو کچھ نہیں بولتے بلکہ بہت سی دفعہ انکی تعریف کرت ہیں، لیکن مسلمان علماء یا سیدھے سادھے مسلمانوں پر کیچڑ اچھالنے میں کوئی قصر نہیں چھوڑتے۔.

27–جب نیکیاں زیادہ ہو تو، تھوڑی سی غلطیاں اس میں اثر نہیں کرتی:

الحسنات لما غلبت السيئات ضعف تأثير المغلوب المرجوح ، وصار الحكم للغالب دونه لاستهلاكه في جنبه كما يستهلك يسير النجاسة في الماء الكثير ، والماء إذا بلغ قلتين لم يحمل الخبث۔

(طریق الھجر تین: 563)۔

امام ابن القیم رحمہ فرماتے ہیں کہ:

جب نیکیاں گناہوں پر غالب آجاتی ہیں تو مغلوب چیز کی تاثر کم ہو جاتی ہے، اور پھر حکم غالم کے لیئے ہو جاتا ہے مغلوب کے علاوہ، ان گناہوں کے نیکیوں میں ڈوب جانے کی وجہ سے جس طرح تھوڑی سی نجاست بہت سارے پانی میں ڈوب کر زائل ہو جاتی ہے، اور جب پانی قتین (دو بڑے مٹکوں کے برابر، حدیث کی طرف اشارہ ہے) پہنچ جائے تو نجاست اس میں اثر نہیں کرتی۔

28– یہ ضروری نہیں کہ آپ جس پر جرح کرے وہ جھنم کا مستحق بن جائے:

على بن الحسين بن الجنيد يقول : سمعت يحيى بن معين يقول : إنا لنطعن على أقوام لعلهم قد حطوا رحالهم فى الجنة من أكثر من مئتى سنة . قال ابن مهرويه : فدخلت على عبد الرحمن بن أبي حاتم و هو يقرأ على الناس كتاب

الجرح و التعديل فحدثته بهذه الحكاية ، فبكى ، و ارتعدت يداه حتى سقط الكتاب من يده ، و جعل يبكى ، و يستعيدنى الحكاية۔

(الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب: 1638)۔

علی بن الحسن بن الجنید فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحی بن معین رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ : ہم ایسے لوگوں پر طعن (جرح) کرتے ہیں جو شاید دو سو سال پہلے ہی اپنا سامان جنت میں رکھ چکے ہیں، ابن مہرویہ کہتے ہیں کہ میں امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کے پاس گیا، وہ لوگوں کو کتاب: الجرح والتعدیل، پڑھ کر سنا رہے تھے، انکو میں نے یہ بات سنائی تو انکے ہاتھ کپ کپا گئے اور کتاب انکے ہاتھ سے گر گئی، انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ اور مجھ سے وہ یہ بات دہرواتے رہے۔

فائدہ: اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ جرح کرنا محدثین کی مجبوری تھی حدیث کی حفاظت کے لیئے اور جرح بعض دفع حافظے وغیرہ کی کمزوری کی وجہ سے بھی کی جاتی ہے، لیکن محدثین اس معاملے میں بھی اللہ سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے بہت سے نیک لوگ جن پر مجبوری میں جرح کرنی پڑ رہی ہے وہ صرف خاص وجہ سے کی جا رہی ہے، البتہ اللہ تعالی کے ہاں وہ وہ لوگ بلند مقام والے ہیں۔

29 – جرح کے نام پر بعض اھل حدیثوں پر شیطان کا دھوکا:

ومن تلبيس إبليس على أصحاب الحديث قدح بعضهم في بعض طلبا للتشفي ويخرجون ذلك مخرج الجرح والتعديل الذي إستعمله قدماء هذه الأمة للذب عن الشرع والله اعلم بالمقاصد۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اور ابلیس کی اھل حدیثوں پر تلبیسات میں سے یہ بھی ہے کہ بوض کا بعض پر جرح کرنا اپنے نفس کو سکون دینے کے لیئے، اور اس پر دلیل لیتے ہیں اس جرح و تعدیل سے جو اس امت کے سلف نے استعمال کی شریعت کی حفاظت کے لیئے، اور اللہ مقاصد کو زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔

(تلبيس إبليس : 123)۔

30۔بعض دفعہ انسان رد کرنے میں غلو کر جاتا ہےاور خود بھی سلف کے منہج سے ہٹ جاتا ہے:

وكان متحرقا على المبتدعة والجهمية، بحيث يؤول به ذلك إلى تجاوز طريقة السلف۔

امام ذھبی رحمہ اللہ یحیٰی بن عمار کے بارے میں فرماتے ہیں جو کہ بڑے محدث تھے، کہ وہ اھلِ بدعت اور جہمیہ پر بہت سخت تھے یہاں تک کہ وہ انکار د کرنے میں سلف کے طریقے سے بھی تجاوز کر گئے۔

(سير اعلام النبلاء: 481/17)۔

31۔لوگوں کی غیر ضروری غلطیاں نکالنے سے انسان کا علم ضائعہ ہو جاتا ہے:

وفي أواخر عمره تغير ذهنه، ونسي غالب محفوظاته حتى القرآن! ويقال إن ذلك كان عقوبة له لكثرة وقيعته في الناس۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، محمد بن موسیٰ بن محمد بن سند المعروف بابن سند کے بارے میں فرماتے ہیں:

آخری عمر میں انکا ذھن بدل گیا تھا، اور وہ اپنی اکثر یاد کی ہوئی چیزیں بھول گئے تھے یہاں تک کہ قرآن بھی،

اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایسا انکے لوگوں کے اوپر بہت زیادہ کلام کرنے کی وجہ سے ہوا۔

(الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة: 23/6)۔

32 ـ بعض مخصوص کتابوں کے ذریعے لوگوں کا امتحان لینا، حالانکہ وہ کتابیں اللہ نے نازل نہیں کی:

عن قَتَادَةَ ، قَالَ : ثنا مُطَرِّفٌ ، قَالَ : كُنَّا نَأْتِي زَيْدَ بْنَ صَوْحَانَ وَكَانَ يَقُولُ : يَا عِبَادَ اللَّهِ أَكْرِمُوا وَأَجْمِلُوا فَإِنَّمَا وَسِيلَةُ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ بِخَصْلَتَيْنِ الْخَوْفِ وَالطَّمِعِ فَأَتَيْتُهُ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ كَتَبُوا كِتَابًا فَنَسَقُوا كَلَامًا مِنْ هَذَا النَّحْوِ : إِنَّ اللَّهَ رَبُّنَا وَمُحَمَّدًا نَبِيُّنَا وَالْقُرْآنَ إِمَامُنَا وَمَنْ كَانَ مَعَنَا كُنَّا وَكُنَّا لَهُ وَمَنْ خَالَفَنَا كَانَتْ يَدُنَا عَلَيْهِ وَكُنَّا وَكُنَّا قَالَ : فَجَعَلَ يَعْرِضُ الْكِتَابَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا رَجُلًا فَيَقُولُونَ : أَقْرَرْتَ يَا فُلَانُ ؟ حَتَّى انْتَهَوْا إِلَيَّ فَقَالُوا : أَقْرَرْتَ يَا غُلَامُ ؟ قُلْتُ : لَا قَالَ : لَا تَعْجَلُوا عَلَى الْغُلَامِ ، مَا تَقُولُ يَا غُلَامُ ؟ قَالَ : قُلْتُ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَخَذَ عَلَيَّ عَهْدًا فِي كِتَابِهِ فَلَنْ أُحْدِثَ عَهْدًا سِوَى الْعَهْدِ الَّذِي أَخَذَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ قَالَ : فَرَجَعَ الْقَوْمُ عِنْدَ آخِرِهِمْ مَا أَقَرَّ بِهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَالَ : قُلْتُ لِمُطَرِّفٍ : كَمْ كُنْتُمْ ؟ قَالَ : زُهَاءَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا۔

قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں مطرف نے بتایا کہ ہم وزید بن صوحان کے پاس جاتے تھے، اور وہ کہ کہتے تھے کہ: اے اللہ کے بندو! باعزت بنو، اعتدال اختیار کرو، پس بے شک بندوں کا اللہ کی طرف وسیلہ دو خصلتوں کے ساتھ ہے:

ایک خوف اور دوسری طمع، تو (مطرف کہتے ہیں) ایک دن میں انکے پاس آیا تو ان لوگوں نے ایک کتاب لکھی تھی اور اس میں کچھ اس طرح کا کلام تھا کہ: بے شک اللہ ہمارا رب ہے، محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں، قرآن

ہمارا امام ہے، اور جو ہمارے ساتھ ہے تو ہم یہ اور ہم وہ (یعنی اپنی تعریفیں) اور جو ہمارے خلاف ہے تو ہمارا اس پر ہاتھ ہے، اور ہم یہ اور ہم وہ۔ پس وہ یہ کتاب سب پر پیش کرنے لگے اور ہر ایک سے پوچھنا لگا ایک ایک کرکے کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟، یہاں تک کہ مجھ سے پوچھ لیا۔ کہ: کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اے لڑکے؟ تو میں نے کہا: نہیں، تو زید نے کہا اس بچے کے ساتھ جلدی نہ کرو، اور مجھ سے پوچھا: اے لڑکے تم کیا کہتے ہو؟، تو میں نے کہا کہ: اللہ نے مجھ سے اپنی کتاب میں ایک وعدہ لیا ہے اور میں اس وعدے کہ علاوہ کوئی وعدہ بھی ہرگز نہیں لوں گا۔

مطرف کہتے ہیں: پس تمام لوگوں نے رجوع کرلیا، قتادہ کہتے ہیں میں نے مطرف سے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے؟ تو انہوں نے کہا: تیس سے کچھ زیادہ۔

(حلية الأوليا: 204/2، رقم: 2102)۔

بعض لوگوں کا یہ شیوہ بن گیا ہے کہ وہ مخصوص عالم کی مخصوص کتابوں کو محبت اور نفرت کا معایر بنا لیتے ہیں، بلکہ اھل سنت میں ہونے نہ ہونے کا ترازوں بنا لیتے ہیں، حالانکہ ایک مسلمان کسی کتاب کو ماننے کا پابند نہیں سوائے کتاب وسنت کے۔

33۔ بعض لوگ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ جن کی شخصیت اور مقام پر جرح کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا:

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے امام نسائی رحمہ اللہ کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر جرح کے حوالے سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

النَّسائي مِنْ أئمة الحديث، والذي قاله إنما هو بحسب ما ظهرَ له وأدّاه إليه اجتهاده، وليس كل أحدٍ يُؤْخَذُ بجميع قوله. وقد وافقَ النَّسائيَّ على مطلق

القول في الإمام جماعةٌ مِنَ المحدِّثين، واستوعبَ الخطيبُ في ترجمته مِنْ "تاريخه" أقاويلَهم، وفيها ما يُقْبَلُ وما يُرَدُّ۔

یعنی امام نسائی ائمہ حدیث میں سے ہیں، اور جو انہوں نے کہا وہ اسی اعتبار سے کہا جس نتیجے پر وہ اپنی تحقیق اور اجتھاد سے پہنچے، اور ضروری نہیں کہ ہر کسی کی پوری بات قبول کرلی جائے۔ نیز امام نسائی کا ساتھ، جرح کرنے میں اور بھی آئمہ نے دیا ہے، جسکو بالاستیعاب خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے، اس میں ایسے اقوال بھی ہے جو قابلِ قبول ہیں اور ایسے بھی جو نا قابلِ قبول ہیں۔

(ابن حجر آگے چل کر فرماتے ہیں:)

وفي الجملة، تَرْكُ الخَوْضِ في مثل هذا أولى، فإنَّ الإمامَ وأمثالَه ممَّن قفزوا القَنْطَرَة، فما صار يُؤَثِّرُ في أحد منهم قولُ أحدٍ، بل هم في الدرجة التي رفعهم اللَّه تعالى إليها مِنْ كونهم متبوعين مقتدى بهم، فليُعتَمَدْ هذا، واللَّه ولي التوفيق۔

یعنی: فی الجملہ ان باتوں میں زیادہ غور نہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ امام (ابو حنیفہ) اور ان جیسے دیگر ائمہ ان لوگوں میں سے ہیں جو پُل پار کرگائے ہیں (اس مقام پر پہنچ گئے ہیں) کہ ان میں سے کسی ایک امام پر بھی کسی کے قول کا اثر نہیں ہوگا (یعنی ان کے مقام میں کمی نہیں آئے گی)، بلکہ وہ اس درجہ میں ہے جس پر اللہ نے انکو بلند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے پیشوا ہیں اور ان (ائمہ) کی بات مانی جاتی ہیں اور انکی اقتداء کی جاتی ہیں، پس اسی کا اعتماد کیا جائے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

(الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: 946-947)۔

34 – بعض اوقات لوگ امر بالمعروف میں اتنی سختی کرتے ہیں کہ لوگوں کا اس طرح بائکاٹ کرنے لگتے ہیں جسکی شریعت میں اجازت بھی نہیں:

عَنْ يَحْيَى بنِ مَنْدَة، قَالَ:سَمِعْتُ عمِّي عبد الرَّحْمَن، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ اللهِ الطَّبَرَانِيّ يَقُوْلُ:

قُمْتُ يَوْماً فِي مَجْلِس وَالِدِك - رَحِمَهُ اللهُ - فَقُلْتُ:أَيُّهَا الشَّيْخُ، فِيْنَا جَمَاعَةٌ مِمَّنْ يدخلُ عَلَى هَذَا المشؤومِ - أَعنِي أَبَا نُعَيْمٍ الأَشْعَرِيَّ - ، فَقَالَ:أَخرجُوْهُم.

فَأَخْرَجْنَا مِنَ المَجْلِسِ فُلاَناً وَفلاَناً، ثُمَّ قَالَ:عَلَى الدَّاخلِ عَلَيْهِم حَرَجٌ أَنْ يَدخُلَ مَجلِسَنَا، أَوْ يَسمعَ منَّا، أَوْ يَرْوِي عَنَّا، فَإِنْ فعلَ فلَيْسَ هُوَ منَّا فِي حِلّ.

قُلْتُ:رُبَّمَا آل الأَمْرُ بِالمَعْرُوف بصَاحِبه إِلَى الغضبِ وَالحِدَّة، فيقعُ فِي الهِجْرَان المُحَرَّمُ، وَرُبَّمَا أَفضَى إِلَى التَّكْفِيرِ وَالسَّعْي فِي الدَّمِ۔

یحییٰ بن مندہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے اپنے چچا عبدالرحمٰن کو یہ کہت سنا کہ انہوں نے محمد بن عبداللہ الطبرانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میں ایک دن تمھارے والد کی مجبل میں تھا تو میں نے انکو کہا: اے شیخ! ہمارے درمیان ایسے لوگ ہیں جو اس منحوس (ابو نعیم الاشعری) کے پاس جاتے ہیں، تو شیخ نے کہا: انکو یہاں سے نکالو۔

توہم نے مجلس سے فلاں فلاں شخص کو نکال دیا، پھر شیخ نے کہا: کہ ان لوگوں کے پاس جانے والے پر یہ گناہ (حرام) ہے کہ وہ ہماری مجبل میں آئے، یا ہم سے کچھ سنے، یا روایت کرے، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ ہم سے بریٔ نہیں ہے (یعنی ہم اسکا حساب لینگے)۔

امام ذہبی اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کبھی کبھی امر بالمعروف کا معاملہ، یہ کام انجام دین والے کو غصے اور سختی کی طرف لے جاتا ہے اور وہ حرام بائکاٹ میں پڑ جاتا ہے، اور کبھی کبھی تو یہ تکفیر اور خون خرابے کی کو طرف لے جاتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء: 41/17)۔

35۔لوگوں کی کتابیں چھانٹ چھانٹ کر غلطیاں نکالنے اور پھر انکار کرنے والے کا حال:

وظننت أنه يكون في الفتوى مبرزاً على أبيه وغيره، إلى أن رأيت له فتاوى غيره فيها أسد جواباً، وأكثر صواباً. وظننت أنه ابتلي بذلك لمحبته تخطئة الناس، واتباعه عيوبهم. ولا

يبعد أن يعاقب الله العبد بجنس ذنبه- إلى أن قال: والناصح قد شغل كثيراً من زمانه بالرد على الناس في تصانيفهم وكشف ما استتر من خطاياهم ومحبة بيان سقطاتهم. ولا يبلغ العبد حقيقة الإيمان حتى يحب للناس ما يحب لنفسه، أفتراه يحب لنفسه بعد موته من ينتصب لكشف سقطاته، وعيب تصانيفه وإظهار أخطائه. وكما لا يحب ذلك لنفسه ينبغي أن لا يحبه لغيره، سيما للأئمة المتقدمين، والعلماء المبرزين. وقد أرانا الله تعالى آية في ذهابه عن الصواب في أشياء تظهر لمن هو دونه.

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ، ناصح الدین ابن الحنبلی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

میں سمجھا کہ یہ فتوی سینے میں اپنے والد سے بھی زیادہ فوقیت رکھتے ہیں، یہاں تک کہ میں نے انکے دوسرے فتوے دیکھے، جس میں زیادہ صحیح درست اور صحیح جوابات تھے، اور میں نے گمان کیا کہ (فتوے کی اس کمزوری کی آزمائش میں) یہ لوگوں کو غلط ثابت کرنے اور انکے عیب تلاش کرنے کی محبت کی وجہ سے ہوئے، اور یہ بعید نہیں کہ اللہ کس سے اس کے عمل کے جیسا ہی بدلہ لے (یعنی اب لوگ انے فتوں میں غلطیاں نکالیں) اور یہ ناصح اپنے زمانے اپنی کتابوں میں لوگوں پر رد کرنے میں کافی مشغول رہتا تھا، اور لوگوں کی غلطیاں منظرِ عام پر لانے میں اور انکی زلات بیان کرنے میں۔ اور انسان ایمن کی حقیقت کو جب تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ لوگوں کے لیئے وہ پسند نہ کریں جو وہ اپنے لیئے پسند کرتا ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے لیئے پسند کرے گا کہ اسکے مرنے کے بعد کوئی اسکی غلطیاں کھولنے میں، اور اسکی کتابوں کے عیب نکالنے میں اور اسکی خطاوں کو ظاھر کرنے میں لگ جائے، تو جس طرح وہ اپنے لیئے یہ پسند نہیں کرتا اسے چاہیئے دوسروں کے لیئے بھی یہ پسند نہ کرے، خاص طور پر گذرے ہوئے علماء اور معروف علماء کے لیئے، اور اللہ نے ہمیں (اس عمل کی سزا کی) نشانی کے طور پر یہ دکھا دیا اس شخص کا ایسی چیزوں میں غلطیاں کرنا جو اس سے کم علم والے پر بھی واضح تھی۔

(ذيل طبقات الحنابلة (3/ 430) [ط.العثيمين])-

36 – ایسے سوالات کرکے لوگوں کو مشکلات میں ڈالنا کہ جنکا شریعت میں نہ کوئی حکم ہے اور نہ دلیل، پھر اس کے بعد لوگوں کو مختلف القابات سے نوازنا:

وَكَذَلِكَ التَّفْرِيقُ بَيْنَ الْأُمَّةِ وَامْتِحَانِهَا بِمَا لَمْ يَأْمُرْ اللَّهُ بِهِ وَلَا رَسُولُهُ: مِثْلَ أَنْ يُقَالَ لِلرَّجُلِ: أَنْتَ شكيلي، أَوْ قرفندي، فَإِنَّ هَذِهِ أَسْمَاءٌ بَاطِلَةٌ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ وَلَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا سُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِي الْآثَارِ الْمَعْرُوفَةِ عَنْ سَلَفِ الْأَئِمَّةِ لَا شكيلي وَلَا قرفندي. وَالْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِ إذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ أَنْ يَقُولَ: لَا أَنَا شكيلي وَلَا قرفندي؛ بَلْ أَنَا مُسْلِمٌ مُتَّبِعٌ لِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اسی طرح تفریق (حرام ہے) امت کے درمیان اور امت کو اس چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالنا جسکا حکم اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے نہیں دیا، مثال کے طور پر کسی کو یہ کہنا کہ: تم شکیلی ہو یا فرقندی ہو، یہ تمام نام باطل ہیں۔الہ نے اسکی کوئی دلیل نازل نہیں کی اور نہ ہی کتاب، سنت اور نہ ہی سلف سے معروف آثار میں اسکا ذکر موجود ہے۔ایک مسلمان پر واجب ہے کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ وہ کون ہے تو وہ کہے: نہ میں شکیلی ہوں نہ فرقندی، بلکہ میں مسلمان ہوں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے والا ہوں۔

(مجموع الفتاوى:3/415)۔

فائدہ:

شیخ عبدالعزیز الراجحی حفظہ اللہ اس کلام کی شرح میں فرماتے ہیں:

كون بعض الناس يقول: أنت سروري أو أنت إخواني أو أنت من أهل كذا، أو أنت من جماعة التبليغ، هذه كلها أسماء ما أنزل الله بها من سلطان۔

جیساہ کہ بعض لوگوں کا پوچھنا: کہ تم سروری ہو؟ یا تم اخوانی ہو؟ یا تم فلاں فلاں ہو؟ یا تم جماعتِ تبلیغ میں ہو، ان تمام ناموں کی اللہ ن کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

http://audio.islamweb.net/audio/index.php?page=FullContent&audioid=190483&full=1

اس فتنے سے متاثرہ لوگوں کا یہی حال ہے کہ وہ ہر ایک کو اخوانی، حزبی، سروری، قطبی وغیرہ جیسے القاب دینے لگ جاتے ہیں اور پھر علماء سے ایسے سوالات کرنے لگتے ہیں کہ: آپ کو سروریوں کے بارے میں کیا رایے ہے؟ حزبیوں کے بارے میں آپ کیا

کہتے ہیں؟ اور اگر کوئی ان سے اختلاف کردے تو اس پر بھی انہی القابات میں سے ایک لقب نواز دیتے ہیں۔

نوٹ: شکیلی اور فرقندی کے بارے میں علماء کا کہنا کہ یہ غالبا امام ابن تیمیہ کے دور میں پائے جانے والے بعض فرقے تھے۔

37۔ بعض مشائخ کا اپنی ذاتی لڑائیوں میں شاگردوں کو بھی کھینچنا:

فَإِذَا كَانَ الْمُعَلِّمُ أَوْ الْأُسْتَاذُ قَدْ أَمَرَ بِهَجْرِ شَخْصٍ؛ أَوْ بِإِهْدَارِهِ وَإِسْقَاطِهِ وَإِبْعَادِهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ: نُظِرَ فِيهِ فَإِنْ كَانَ قَدْ فَعَلَ ذَنْبًا شَرْعِيًّا عُوقِبَ بِقَدْرِ ذَنْبِهِ بِلَا زِيَادَةٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا شَرْعِيًّا لَمْ يَجُزْ أَنْ يُعَاقَبَ بِشَيْءٍ لِأَجْلِ غَرَضِ الْمُعَلِّمِ أَوْ غَيْرِهِ. وَلَيْسَ لِلْمُعَلِّمِينَ أَنْ يحزبوا النَّاسَ وَيَفْعَلُوا مَا يُلْقِي بَيْنَهُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ بَلْ يَكُونُونَ مِثْلَ الْإِخْوَةِ الْمُتَعَاوِنِينَ عَلَى الْبِرِّ . وَالتَّقْوَى كَمَا قَالَ تَعَالَى: {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ}

وَلَيْسَ لِأَحَدِ مِنْهُمْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى أَحَدٍ عَهْدًا بِمُوَافَقَتِهِ عَلَى كُلِّ مَا يُرِيدُهُ؛ وَمُوَالَاةِ مَنْ يُوَالِيهِ؛ وَمُعَادَاةِ مَنْ يُعَادِيهِ بَلْ مَنْ فَعَلَ هَذَا كَانَ مَنْ جِنْسِ جنكيزخان وَأَمْثَالِهِ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَنْ وَافَقَهُمْ صَدِيقًا مُوَالِيًا وَمَنْ خَالَفَهُمْ عَدُوًّا بَاغِيًا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اور جب معلم یا استاذ کسی سے قطع تعلّق، یا مکمل بائکاٹ اور دور رہنے کا حکم دے تو دیکھا جائے کہ اس بندے نے اگر کوئی گناہ کای ہے تو اس گناہ کی مقدار کے برابر ہی اسکو سزا دی جائے گی بغیر کسی زیادتی کے۔ اور اگر اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تو اس سے بدلہ لینا جائز نہیں صرف استاذ یا معلم کی غرض کے لیئے۔ اور استادوں کے لیئے مناسب نہیں کہ وہ لوگوں کو احزاب میں تقسیم کریں اور وہ کام کرے جو انکے دل میں بغض اور عداوت ڈالے بلکہ وہ بھائیوں کی طرح رہے۔ جو نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور برائی اور دشمنی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اور کسی کے لیئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے سے ایسا کوئی عھد لے کہ وہ دوسرا اسکی ہر اس بات میں موافقت کرے کہ جو وہ چاہے، اور اس سے محبت رکھے جو سے وہ رکھے، اور اس سے نفرت کرے جس سے وہ نفرت کرے۔ بلکہ جو ایسا کرے گا وہ چنگیز

خان کی جنس سے ہے اور اس جیسے دوسرے لوگ، جو اپنی موافقت کرنے والے کو دوست اور محبوب بنا لیتے ہیں اور اپنی مخالفت کرنے والے کو دشمن اور باغی۔

(مجموع الفتاوی: 15/28-29)۔

38 – ایک ہی شخص کو محبت اور نفرت کا معایر بنا لینا اہلِ بدعت کا کام ہے:

وَلَيْسَ لِأَحَدِ أَنْ يُنَصِّبَ لِلْأُمَّةِ شَخْصًا يَدْعُو إِلَى طَرِيقَتِهِ وَيُوَالِي وَيُعَادِي عَلَيْهَا غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُنَصِّبُ لَهُمْ كَلَامًا يُوَالِي عَلَيْهِ وَيُعَادِي غَيْرَ كَلَامِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ بَلْ هَذَا مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْبِدَعِ الَّذِينَ يُنَصِّبُونَ لَهُمْ شَخْصًا أَوْ كَلَامًا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْأُمَّةِ يُوَالُونَ بِهِ عَلَى ذَلِكَ الْكَلَامِ أَوْ تِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُعَادُونَ۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

کسی کے لیئے جائز نہیں کہ امت کے لیئے کسی شخص کو مقرر کرلے اور اسکے منہج کی طرف بلائے، اور اسی منہج پر محبت اور نفرت کا معیار رکھے، نبی ﷺ کے علاوہ، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ وہ امت کے لیئے کوئی کلام مقرر کرے اور اس پر وہ محبت اور نفرت کرے، اللہ اسکے رسول ﷺ کے کلام کے علاوہ یا جس پر اجماع ہو چکا ہو، بلکہ یہ اہلِ بدعت کے فعل میں سے ہے کہ کسی خاص شخص یا کلام کے ذریعے امت میں تفریق ڈالی جائے اور اس کلام یا نسبت کے مطابق ہی محبت اور نفرت کی جائے۔

(مجموع الفتاوی: 20/164)۔

39۔ایک شخص میں صرف اچھائی یا صرف برائی جمع ہوسکتی ہے، یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے:

وأصل هؤلاء أنهم ظنوا أن الشخص الواحد ، لا يكون مستحقا للثواب والعقاب والوعد والوعيد والحمد والذم ، بل إما لهذا وإما لهذا فأحبطوا جميع حسناته بالكبيرة التي فعلها۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اور اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں (معتزلہ) نے یہ گمان کرلیا کہ ایک ہی شخص (ایک ہی وقت میں) ثواب اور عذاب کا مستحق نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وعدہ اور وعید کا (یعنی وہی عذاب اور ثواب)، اور نہ ہی تعریف اور مذمت کا، بلکہ وہ کسی ایک طرف ہی ہوگا، پس انہوں نے اسکی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیا اس بڑی غلطی (گناہ) کی وجہ سے جو اس نے کیا"۔

(شرح العقيدة الإصفهانية ص: 187)۔

40 ۔ اس طرح کے متشدد لوگ اہلِ حدیث نہیں۔۔۔!

قال أبو طاهر السلفي : سمعت أبا العلاء محمد بن عبد الجبار الفرساني يقول : حضرت مجلس أبي بكر بن أبي علي الذكواني المعدل في صغري مع أبي ، فلما فرغ من إملائه ، قال إنسان : من أراد أن يحضر مجلس أبي نعيم ، فليقم . وكان أبو نعيم في ذلك الوقت مهجورا بسبب المذهب ، وكان بين الأشعرية والحنابلة تعصب زائد يؤدي إلى فتنة ، وقيل وقال ، وصداع طويل ، فقام إليه أصحاب الحديث بسكاكين الأقلام ، وكاد الرجل يقتل

قلت : ما هؤلاء بأصحاب الحديث ، بل فجرة جهلة ، أبعد الله شرهم۔

ابو طاھر السّلفی کہتے ہیں میں نے ابو العلاء محمد بن عبد الجبار الفرسانی کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میں ابو بکر بن علی الذکوانی کی مجلس میں اپنے بچپن میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا، پس جب وہ اپنے املاء سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا جو بھی ابو نعیم کی مجلس میں جانا چاہتا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

ان دنوں ابو نعیم کا بائیکاٹ چل رہا تھا اور حنبلیوں اور اشعریوں کے درمیان تعصب بڑھا ہوا تھا، جو فتنے، مناظروں اور طویلِ دردِ سر کی طرف لے گیا۔

تو اس شخص کی طرف بعض اصحاب الحدیث قلم کی نوکیں لے کر کھڑے ہو گئے اور قریب تھا کہ اس شخص کا قتل ہو جاتا۔

امام ذھبی اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

یہ لوگ اھلِ حدیث نہیں، بلکہ جاہل اور فاجر لوگ ہیں، اللہ انکے شر کو دور کرے۔

(سیر اعلام النبلاء:)۔

کتبہ: محمد شاہ رخ خان عفی اللہ عنہ۔

4/4/2018۔